احقر العباد - سید محمد دہلوی یعفوقہ الصمد -

۷۸۶

اسلام کی صلائے عام

یا

چند اُصولِ زندگی

مُرتبہ

جناب غلام شاہ مردان صاحب

مطبوعہ فاروق احمدی پریس آگرہ

از حضرت ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ صاحب مدظلہ العالی مؤلف مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باعث تحریر اینکہ ۔ عام مسلمانوں کی طرز زندگی پر غور کرنے اور خصوصاً اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھنے اور اپنے ارد گرد جو برادران ایمانی ہیں اونکے روزمرہ پر نظر غائر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ ہمارا اخلاقی معیار روز بروز گرتا جاتا ہے ۔ جو افراد تعلیم یافتہ نہیں ہیں وہ اپنی کم علمی سے معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں ۔ مگر غضب یہ ہے کہ صاحبان علم کی بھی وہی کیفیت ہے ۔ اگر ایک طبقہ اپنی ناواقفیت کیوجہ سے حیوانی نفسیات کا شکار ہے تو دوسرا گروہ اپنے علم کے باوجود حصول فروغ اور کسب نمود کا بندہ ہے ہمارا منتہائے علم اور ارادہ یا مقصد حیات صرف ازدیاد دولت و عزت ظاہری ہو رہا ہے اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مستحسن اور مذموم طریقوں میں امتیاز باقی نہیں رہا ہے ۔ اسکو جہد للبقا کے نام سے تعبیر کرنے لگے ہیں اور چونکہ دنیا میں مقابلہ کی دوڑ ہو رہی ہے اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ اون طریقوں پر امتیاز کے لئے تنقیدی نظر ڈالکر عمل پیرا ہوں ۔

غرض نتیجہ کے اعتبار سے دونوں طبقہ ایک ہی کشتی پر سوار معلوم ہوتے ہیں اور تنزل کیطرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں ۔ شاید یہی سبب ہے کہ تعداد میں روز افزوں ترقی ہونے کے باوجود ہمکو دنیا میں ذلت سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے ہر مذہب کی بنیاد اور مقصود انسانیت کو قائم رکھنا اور اوسکے معیار کو بڑھانا ہوتا ہے ۔ ہم اپنے مذہب کو آخر الزمانی کہتے اور سمجھتے ہیں جسکے معنی یہ ہیں کہ اس مذہب نے تمام امکانی ذرائع اپنی انسانیت کو بلند کرنے کے لئے بتا دئے اور کوئی دقیقہ کسی اور کے واسطے اٹھا نہیں رکھا ۔ چنانچہ فرمایا ہے ۔

سورۃ المائدہ پارہ ۶۔ آیت ۳

اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا)

مگر بد قسمتی کہیے یا ہماری عقل کا فتور کہ ہم میں بھی تہتر فرقہ ہو گئے اور ہر فرقہ اپنے کو ناجی اور دوسرے کو ناری کہتا ہے۔ اس اختلاف کے باوجود ہمکو دیکھنا ہے کہ کوئی ایسے اصول بھی ہیں یا نہیں جن پر سب کو اتفاق ہے اور جنکو یکساں طور پر اصلاحِ انسانی کا ذریعہ تصور کیا جا سکتا ہے۔

اختلافات فطری چیزیں ہیں۔ کوئی دو انسان ایک شکل و صورت کے پیدا نہیں ہوئے مگر تاہم قومیت کے متعلق تحقیق کرنیوالوں نے ذریعہ بتا دیا ہے جس سے ہم ایک اجنبی شخص کو دیکھکر اوسکی نسل و خاندان کا بڑی حد تک پتہ چلا سکتے ہیں۔ اسی طرح حیوانات۔ نباتات۔ جمادات میں نسلی اور خاندانی امتیازات ہو گئے یہانتک کہ مصنوعی چیزوں میں بھی مثلاً کسی عمارت کو دیکھکر ماہرینِ فن یہ کہہ سکتے ہیں یہ مغل طرز ہے یہ فرانسیسی ہے یہ ہندو طرز تعمیر ہے۔ یہ کھانا انگریزی ہے یہ ہندی ہے یہ ایرانی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ نسلوں کا اور خاندانوں کا علیحدہ علیحدہ کر دینا صرف ادن ساری خصوصیات پر ہوا جو افراد میں موجود ہیں۔ اختلافات سے قطع نظر کیا گیا اور مساویات پر اپنے علوم کی بنیاد رکھدی گئی۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اگر ہم بھی تلاش کریں تو ایسا طرزِ عمل ہمکو نہ ملے جس پر سب کا اتفاق ہو۔ اختلافات کو اپنی جگہ رہنے دیں اونکے لئے ہماری یہ کوشش رہے کہ جسطرح ممکن ہو وہ ہموار کر لئے جائیں مگر وہ مساوی راستہ تو ڈھونڈ لیں جس پر ہم سب مل جل کر اخلاقی راستہ میں ترقی کر سکتے ہیں۔

سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳

اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا

(خدا کی رسّی مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو)

وہ کونسی حبل اللہ ہو یقینی ہے کہ اسکی تعریف میں بھی اختلافات ہیں اور ہونگے مگر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اختلافات کو چھوڑ کر مساویات کو ہم لے لیں اور اُن پر گام زن ہو کر انسانیت کو بلند کرنیکی کوشش کریں۔

خداوند عالم اپنے رسول کو حکم دیتا ہے۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً

سورہ آل عمران آیت ۶۴

(اے اہل کتاب ایسی بات پر ہم آجائیں جو ہمارے تمہارے درمیان مساوی ہے کہ ہم سوائے خدا کے اور کسی کی پرستش نہ کریں)۔

لہٰذا ہمکو بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ مساویات ہمارے یہاں کیا ہیں۔ چونکہ عقائد ذہنی کا صحیح ترجمہ اقوال وافعال سے ہوتا ہے اور اسلام خصوصیت سے عمل کی طرف دعوت دیتا ہے ضرور ہمکو حبل اللہ طریقِ عمل ہی میں ملیگی۔

چونکہ بہترین زمانہ تعلیم کا نوجوانی ہوتا ہے اسی زمانہ میں اگر ہم اس طریقہ کو دلنشین کرا دینے کی کوشش کریں تو کامیابی خاطر خواہ ہو سکتی ہے۔ یہ سب چیزیں کلام پاک میں موجود ہیں کوئی نئی نہیں ہیں مگر فی زمانہ اُسکو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ بوجہ مشاغلِ نفسیاتی نہیں ہوتی اور یہ کہہ کر قناعت کر لیتے ہیں کہ یہ کام صرف علماء کا ہے یا بیشتر ان کم پڑھ خوش عقیدہ لوگوں کا ہے جو بغیر سمجھے اُسکو حفظ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا چند اصول اپنی نوخیز اُمت کے لیئے ان چند اوراق میں منضبط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اختصار کا خاص طور سے خیال رکھا گیا کہ مطالعہ میں زیادہ وقت نہ دینا پڑے اور عربی زبان سے ناواقفیت کا عذر بھی نہ ہو سکے۔ اگر اس عمر میں یہ

اصول حفظ ہوجائیں تو امید ہے کہ اچھے رنگ کے لئے زمین تیار ہوجائے گی۔ خدا کامیاب کرے۔ بڑے ہوکر اُن نوجوانوں کو اختیار ہے کہ اس بُنیاد پر خواہ اچھی عمارت بنائیں یا خراب۔ ہماری ذمّہ داری ختم ہوتی ہے۔

ھل من مدّکر

(ہے کوئی نصیحت لینے والا)

باریتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

(ہم نے انسان کو بہترین اندازہ سے پیدا کیا)

سورہ والتین پارہ ۳۰۔ آیت ۴۔

یعنی انسان کو بہترین ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ کر کے دنیا میں بھیجا اور دنیا میں بھی بہترین انتظامات کر دئے کہ وہ اپنے ہمراہی ساز و سامان سے جس حد تک وہ چاہے اور کوشش کرے مستفیض ہو سکے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

وان لیس الانسان الا ما سعیٰ

(انسان کو وہی ملتا ہے جسکی وہ کوشش کرتا ہے)

سورۃ النجم پارہ ۲۷ آیت ۳۹

اور اسی کے ذریعہ حقیقی عزّ و وقار کے درجات پر فائز ہو سکے۔ اور اگر وہ ماحول سے مستفیض نہ ہونا چاہے تو جتنا چاہے اپنی انسانیت کو گرا سکتا ہے۔ طلناز و سامان اور انتظامات کا کچھ اندازہ ذیل میں دیا جاتا ہے

ساز و سامان

(۱) روح جو ایک نفیس شے ہے اُسکو جسم میں جو مادی ہے شریک کیا۔ گویا انسان حامل ہوا شے لطیف اور شے غلیظ کے مرکب کا یا دوسرے الفاظ میں روحانیت اور مادیت لہذا انسان اُسیوقت مفہوم انسانیت کا صحیح مصداق قرار پا سکتا ہے جب یہ دونوں اجزا اپنے امتزاج اصلی پر قایم ہوں صرف ایک کے وجود سے اُسپر انسانیت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ جب

انسان کا تذکرہ کیا جائے تو ان دونوں اجزا کو پیش نظر رکھنا پڑیگا اور کسی ایک سے بھی تجاہل یا تغافل ممکن نہوگا۔ اگر ہم محض روحانیت سے تعلق رکھیں اور مادیت کے حصہ کو بیکار سمجھ کر چھوڑ دیں تو اولاً

تو کار زمیں را نکو ساختی ۔۔۔ کہ با آسماں نیز پرداختی

کے مصداق بنے جاتے ہیں۔ ثانیاً اس بہارستان عالم کو تاراج کرنے کے ملزم قرار پاتے ہیں۔ تیسرے انسان مخلوقات میں اپنے درجہ اشرفیت سے گرا جاتا ہے۔ وہ اشرف المخلوقات اوسی وقت تک ہے جبتک مادیت اور روحانیت میں کسی خاص معیار کے مطابق توازن قایم رکھے۔ اگر مادہ پرستی کی طرف مائل ہوگیا تو محض تن پرستی رہ گئی اور حیوانی درجہ کی جانب تنزل کیا۔ اور اگر مادیت سے کنارہ کش ہوکر روحانیت کی طرف متوجہ ہوا تو فرشتہ بننے کی کوشش کی۔ اور اوسکے لئے یہ بھی تنزل ہے کیونکہ فرشتوں سے تو اوسکو سجدہ کرایا گیا ہے۔ ارتقا اسی حالت کو کہنا مناسب ہے۔ جب یہ دونوں اجزا اسطرح بڑھتے جائیں کہ انکا توازن حقیقی خراب نہو صرف اسی حالت میں انسان اشرف المخلوقات کہے جانے کا مستحق ہوسکتا ہے اور ارتقائی مدارج طے کرنے کے بعد خلافت الٰہی کا آئینہ دار بن سکتا ہے۔

(۲) علم۔ علم کے معنی ہیں جاننا یا واقفیت۔ جب آدم کو پیدا کرنا منظور ہوا خالق عالم نے فرمایا۔

اِنی جاعلٌ فی الارض خلیفہ

سورۃ البقر آیت ۳۰۔

(میں زمین پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں)

کہ میں زمین پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ مٹی کا پتلہ بنایا۔ اس میں روح پھونکی اور

انسان تیار تھا۔ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کرو۔ وہ عذر کرتے ہیں کہ یہ تو مٹی جیسی غلیظ شے کا بنا ہوا ہے۔ اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ تم اس راز کو نہیں جانتے میں ہی جانتا ہوں۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۰ انی اعلم مالا تعلمون وہ تم سے افضل ہے۔ اُنھوں نے پوچھا کیونکر؟ خالقِ عالم نے جملہ مخلوقاتِ عالم سے واقفیت یا علم انسان کو عطا کر دیا اور اُسکو حاصل کرنے اور اُس میں توسیع کرنے کے ذرائع اوسکے روح و جسم میں قائم کیے۔ اور وہ ہستیاں تبلائیں جو اُسکو واقفیت مخلوق سے صحیح طور پر افادہ حاصل کرنے کی تعلیم کرتی رہیں یہ حق عطا کر کے فرشتوں سے خطاب ہوا کہ یہ علم تم رکھتے ہو؟ فرشتوں نے اپنی مجبوری ظاہر کی۔ آدم نے اُس علم کا مظاہرہ کر دیا۔ فرشتے لاجواب ہو کر خاموش ہوئے اور بجز ابلیس کے سب سجدے میں جھک گئے۔

سورۃ بقر آیت ۳۱ علم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملٰئکة فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صادقین (آدم کو سب نام سکھائے پھر فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اُنکے نام بتاؤ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو)

پس علم کی ہی بدولت انسان کو یہ عروج ملا کہ وہ خلیفۃ اللہ کہلایا اور اشرف المخلوقات ہوا۔

علم میں وہ تمام قوتیں شامل ہیں جو انسان کے جسم و دماغ میں موجود ہیں اور جن سے کام لیکر انسانوں نے ایسے محیر العقل کارنمایاں کیے ہیں کہ اُن کے ہم جنسوں کو طرح طرح کے دھوکے ہوئے ہیں۔ کسی نے ولی سمجھا۔ کسی نے پیغمبر اور بعض نے تو خدا کہنے میں بھی تامل نہیں کیا۔ اور خود اُن لوگوں کو بھی اپنی کارکردگی کے زعم میں دھوکا ہوا چنانچہ کسی نے اپنے کو خدا کہلوایا۔ کسی نے پیغمبر۔ کسی نے

بے تاج کا بادشاہ۔

انسانی قوتوں کا احاطہ کرنا غیر ممکن ہے مگر مثال کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان میں سے چند یہ ہیں۔

ظاہری۔ ان کے متعلقہ اعضاء ہمکو معلوم ہیں۔ وہ چھ ہیں:۔ نقل وحرکت بینائی۔ سماعت۔ ذائقہ۔ سونگھنا۔ چھونا۔

باطنی۔ ان کے اعضائے متعلقہ کا ہمکو پورا علم نہیں ہے اور ضرورت ہے کہ اسکے حاصل کرنے کی کوشش میں ہم مصروف رہیں۔ یہ لاتعداد ہیں مثلاً محسوسات ظاہری کا ادراک۔ عقل۔ خُلق۔ ذہانت۔ یادداشت۔ محبّت۔ عناد۔ طمع۔ فراخدلی سخاوت۔ حلم۔ رحم۔ ظلم۔ پرہیزگاری۔ فسق۔ صلح پسندی۔ فساد۔ ہمدردی۔ بغض صبر۔ اضطراب۔ اتفاق۔ خودغرضی۔ ضد۔ معقول پسندی۔ لغویت۔ متانت۔ تفکر۔ تجسس۔ حسنِ ظن۔ بدگمانی۔ غیبت۔ تمسخر۔ رعونت۔ خودداری۔ انکسار۔ تکبر۔ تواضع۔ تملق۔ خجل۔ انتقام۔ درگذر یا عفو۔ خوف۔ شجاعت۔ فرض شناسی۔ اشتیاقِ علم۔ ہمّت۔ راست گوئی۔ دروغ گوئی۔ ارادہ وغیرہ وغیرہ۔

ان قوتوں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ متضاد ہیں اور مثل دودھاری چھُری کے ہیں۔ ہر قوت ایک خاص حد تک مفید ثابت ہوتی ہے اور اُسکے آگے مضر ہو سکتی ہے۔

تحصیل علم کے لیے باریتعالےٰ تاکید کرتا ہے۔

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

(سورۃ انبیا پارہ ۱۷ آیت ۷)

(پوچھو اہل علم سے جو تم نہیں جانتے)

(۴) **صحت جسمانی**۔ مشتملہ بہ صحت جمیع اعضاء ظاہری و باطنی رنگ و شکل و قامت وغیرہ پیدائش کے وقت اگر کوئی عضو غائب ہے

یا نامکمل ہے تو وہ انسان بھی نامکمل ہے اور چونکہ مکمل یا غیر مکمل پیدا ہونے پر انسان کو کوئی قدرت نہیں ہے۔ لہذا اگر مکمل پیدا ہوتا ہے تو یہ خالق کی بڑی نعمت ہے اور پہلی نعمت ہے جسکا شکریہ واجب ہے۔ شکریہ کی صورت صرف یہی ہے کہ انسان اسکی ہمیشہ قدر کرے اور جس حالت میں اُسکو یہ نعمت حاصل ہوئی ہے اُسکو اُسی حالت میں برقرار رکھنا اپنا فرض سمجھے۔ دوسرے الفاظ میں صحتِ جسمانی کا لحاظ رکھے اور کوئی حرکت یا عمل ایسا نہ کرے جو اسکو خراب کرنے والا ہو۔ اس فرض کی بنیاد دنیا میں آتے ہی قائم ہو جاتی ہے سن شعور تک والدین کے ذمہ بعد ازاں خود انسان پر والدین اُس محبت کے تقاضے سے اس فرض کو ادا کرتے ہیں جو فطرتاً اُن کے دل میں قائم ہے جسکی بنیاد نہ کوئی غرض ہے نہ معاوضہ۔ چنانچہ حیوانات میں بھی یہ فطرت موجود ہے۔

ان ہی دونوں چیزوں میں یعنی علم اور صحت جسمانی میں انسان جس قدر امتیاز حاصل کرے اُتنا ہی وہ اپنی ذات کو افضل بنا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ان خصوصیات میں دیگر ابنائے جنس پر فضیلت حاصل کر لینے سے اپنے کو حکومت یا بادشاہت کا اہل بنا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو قصۂ طالوت سورۂ بقر میں۔ بنی اسرائیل کی درخواست پر کہ اُن میں کسی کو اُنکا حاکم یا بادشاہ مقرر کیا جائے طالوت کو یہ حکم خدا حضرت موسیٰؑ بادشاہ بناتے ہیں۔ جو بہت غریب آدمی تھا۔ بنی اسرائیل عذر کرتے ہیں کہ یہ تو بے حیثیت آدمی ہے۔ اس پر حکم باریتعالے ہوتا ہے۔

ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم

سورۂ بقر آیت ۲۴۷ پارہ ۲

(بیشک خدا نے طالوت کو تمہارا بادشاہ کیا۔ علم و جسم کی وجہ سے تم پر فضیلت دی)

گویا صحت جسمانی اور علم معیار فضیلت ہوئے۔ غربت سد راہ نہیں ہوئی۔ تاریخ بھی اس امر کی شاہد ہے کہ اکثر غریب اور بہت چھوٹے گھر کے لوگ تخت شاہی کے مالک ہوئے ہیں۔

دنیا کے انتظامات

سورۃ بقرآیت ۲۹ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا
(وہی تو وہ خدا ہے جسنے تمہارے نفع کے لئے زمین کی کل چیزوں کو بنایا)

کل چیزوں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ انسانی عقل محدود۔ ہے تاہم سمجھنے کے لئے چند بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) والدین کے دل میں محبت ڈالنا تاکہ شعور تک وہ پرورش اور تربیت کے ذمہ دار ہوں بلا ارادہ۔ بلا معاوضہ۔ چنانچہ بالعموم وہ ہوتے ہیں۔

(۲) ہوا۔ یہ انسان کے دنیا میں آنے کے بعد پہلی ضرورت ہے جبکے بغیر زندگی کچھ منٹ سے زیادہ باقی نہیں رہ سکتی۔ اس چیز کو اسقدر عام اور سہل التحصیل کردیا کہ نہ خود آنے والے کو نہ اوسکے ذمہ داران کو اوسکے مہیا کرنے میں کوئی دقت ہو۔

(۳) پانی۔ جسمیں باران سمندر۔ دریا چشمہ وغیرہ شامل ہیں اور جسنے علاوہ پینے کے ہزار قسم کے نفع اور نقصان اوٹھائے جاسکتے ہیں۔

(۴) زمین۔ جسمیں ہزارہا قسم کے جمادات نباتات موجود کردے گئے ہیں اور انسان بیشمار فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ مختصر آ سرچشمہ ہے فیض الٰہی کا۔

(۵) حیوانات۔ طرح طرح کے حیوانات ہیں جو انسان کو فائدہ اور نقصان پہونچا سکتے ہیں۔

(۶) آسمان۔ جسپر شمش وقمر اور دیگر نجوم ہیں۔ ان پر موسم کے تبدیل ہونے زراعت کے تیار ہونے۔ وقت کے شمار ہونے کا انحصار ہے۔

(۷) اس لق ودق زمین پر انسان اکیلا نہیں رکھا گیا بلکہ اوسکے ابنا رجنس کروروں

کی تعداد میں قائم کئے گئے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔
یہ ساماں و انتظام بیکار نہیں کیا گیا بلکہ انسان کو موقعہ دیا گیا ہے کہ وہ کما حقہ طور پر اپنی قوتوں سے زور آزمائی کرے اور مستفیض ہو سکے۔ کوئی عذر کسی چیز کی کمی یا عدم موجودگی سے نہ پیدا کر سکے۔ کیونکہ عذر کا مادہ بھی انسان میں موجود ہے اور اکثر اوقات وہ اپنے ارادے کی کمزوری کی معذرت اسباب کے نہونے سے کر دیا کرتا ہے۔ حالانکہ اسباب موجود ہوتے ہیں۔ اسکے متعلق تنبیہ ہے۔

سورۃ القیامت آیت ۱۴-۱۵۔

الا لنسان علی نفسہ بصیرۃ و لو القی معاذیرہ (آدمی اپنے افعال کو خوب جانتا ہے اگرچہ وہ عذر پیش کرے)

جملہ ساز و ساماں اور ماحول تیار کر کے انسان کو عمل کی آزادی دیجاتی ہے۔ مگر چونکہ نظام صحیح رکھنے کے واسطے ان چاروں اجزا میں تناسب اور توازن رہنا لازمی تھا لہذا ضروری ہوا کہ کچھ اصول قائم کئے جائیں اور ان اصول کو انسان تک پہونچایا جائے ورنہ انسان بالکل مطلق العنان ہو جاتا اور ہر شخص اپنا اپنا معیار عمل قایم کر لیتا جو انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیت کے لحاظ سے باعث فتور ہوتا۔ ان اصول کو پہونچانے کے لئے اگر غیر انسان یعنی کوئی دیو یا فرشتہ مقرر کیا جاتا تو انسان کو یہ کہنے کا موقعہ ملتا کہ ایسی ہستی کی متابعت ہم کیسے کر سکتے ہیں جسکی خلقت ہمسے مختلف ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ اونہیں میں سے ایک ذات کو مامور کیا جائے۔ چنانچہ اونہیں سے ہی وقتاً فوقتاً چند افراد کو منتخب کیا اور انسان کو تعلیم دینے پر مامور کیا۔

سورۃ ال عمران آیت ۱۶۴

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسہم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم و

یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانو من
قبل لفی ضلال مبین
(بڑا احسان ہے خدا کا جسنے بھیجا اونہیں میں سے ایک رسول تاکہ وہ احکام
الٰہی اونکو پہونچائے۔ تحقیق وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے)

ان منتخب ہستیونکے ذریعہ انسان سے کہا جاتا ہے کہ اب تمہارے سامنے دو
راستہ ہیں۔ ان تعلیمات کو حق سمجھو اور کاربند ہو یا اُنسے انکار کر دو۔

سورۃ البلد پارہ ۳۰ آیت ۱۰ — ھدینٰہ النجدین (دکھائیں اوسکو اچھی اور بُری راہیں)

سورۃ البلد پارہ ۳۰ آیت ۱۸ — الذین آمنو وتواصوا بالصبر وتواصو بالمرحمہ اولٰئک اصحاب المیمنہ (ایمان لائے اور صبر اور مہربانی کی تلقین کی۔ یہی لوگ خوش نصیب ہیں)

سورۃ البلد آیت ۱۱ — فلا اقتحم العقبہ (نیک کام کی تکلیف گوارا نہ کی)

سورۃ البلد آیت ۱۹ — والذین کفروا بایاتنا ھم اصحاب المشئمہ (جنہوں نے انکار کیا اصلاح سے یہی لوگ بدنصیب ہیں)

سورۃ الدھر آیت ۳ — انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا واما کفورا (راستہ دکھلا دیا خواہ تسلیم کرو خواہ انکار کر دو)

سورۃ التکویر پارہ ۳۰ آیت ۲۷-۲۸ — ان ھو الا ذکر للعالمین لمن شاء منکم ان یستقیم (نصیحت ہے عالم کے واسطے اور جو سیدھا راستہ چلنا چاہے)

اور کہا جاتا ہے کہ اگر دنیا میں عافیت چاہتے ہو تو راستہ اوّل اختیار کرو اور
تمکو تلقین دلایا جاتا ہے کہ اگر ایسا کروگے تو مدت حیات تمہاری کامیاب ہوگی۔

سورۃ النحل آیت ۹۷ — من عمل صالحًا ذکرا او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ (مرد ہو یا عورت جو عمل نیک کریگا اور ایمان

لائیگا اوسکی زندگی پاکیزہ ہوگی)

الذین آمنو وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم وحسن ماٰب (جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کرے اونکا انجام اچھا ہے اور زندگی خوش ہے)

سورۃ الرعد پارہ ۱۳
آیت ۲۹

مگر شرط یہ ہے کہ اگر راستہ اوّل اختیار کرتے ہو تو یہ سمجھ کر اختیار کرو کہ یہ سب کچھ تمھارے ہی نفع کے واسطے ہے اور تم حکماً اختیار نہیں کر رہے ہو اور خالق یا معلم کا مقصود بجز تمھاری بہبودی اور کچھ نہیں ہے جیسا کہ ارشاد ہوا۔

ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العالمین (جو شخص نیکی کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کیونکہ خدا کی ذات بے نیاز ہے)

سورۃ العنکبوت پارہ ۲۰
آیت ۶

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے انسان کو عطا کی ہوئی قوتوں میں اور یا اون تمام ماحولی سامان میں متضاد کیفیتیں مجتمع کی گئی ہیں ایسی حالت میں اُن قوتوں سے اوس ماحول میں کام لینے سے نفع و نقصان دونوں کا ہونا ممکن ہے لہذا ایک حد فاصل قایم ہونا ضروری ہوا تاکہ اوسکے ذریعہ سے معلوم ہو جائے کہ عمل کو اِس حد کے آگے بڑھنے سے امکانِ نقصان شروع ہو جاتا ہے۔

ووضع المیزان الا تطغو فی المیزان (اوسنے ترازو کو قایم کیا تاکہ تم لوگ ترازو میں حد سے تجاوز نہ کرو)

سورۃ الرحمن پارہ ۲۷
آیت ۷-۸

اس ہی حد کو قایم کرنے والے یہ اصول ہیں۔

یہ یاد رکھنے کی بات ہے اور بالکل صاف ہے کہ جیسے کسی کالج میں نام لکھانے سے جملہ درجات کے طالبعلموں کا مرتبہ ایک نہیں ہوتا اسیطرح اوس حد کے اندر عمل کو رکھنے والوں کا مرتبہ بھی یکساں نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا ہے۔

سورۃ احقاف پارہ ۲۶ آیت ۱۹ -

ولِکُلٍّ درجات مما عملو (عمل کے درجات ہیں)

سورۃ النجم پارہ ۲۷ آیت ۳۹

وان لیس للانسان الا ما سعیٰ
(کوشش کے مطابق ملتا ہے)

ان درجات کا ملنا بالکل مثل کالج کے درجات کے سمجھنا چاہیئے کہ ایک درجہ کا امتحان کامیابی سے طے کرکے طالبعلم اوس سے بڑے درجہ میں پہونچتا ہے اسی طرح راہ عمل میں بھی امتحانات رکھے گئے ہیں جنکو کامیابی سے طے کرنے پر انسانیت کے معیار پر درجات بڑہتے جائیں گے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

سورۃ العنکبوت پارہ ۲۹ آیت ۲

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون (کیا گمان کرتے ہیں لوگ کہ فقط آمنا کہدینا کافی ہے اونکی آزمایش ہوتی رہیگی)

یہ امتحانات اُن چیزوں کے نقصانات سے ہونگے جنکو انسان بہت عزیز رکھتا ہے مثلاً تندرستی کا خراب ہونا۔ دولت کا نقصان۔ اولاد کا نہ ہونا یا ضائع ہوجانا وغیرہ وغیرہ

سورۃ بقر آیت ۱۵۵

لَنَبلُوَنکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات
(اور آزمائیں گے ہم تمکو مختلف طریقوں سے۔ خوف سے۔ بھوک سے مال جان اور اولاد کے نقصان سے)

اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ پیدا ہونے کے بعد مرنا بھی لازمی ہے۔ اس سے گریز ناممکن ہے خواہ انسان کسی حیثیت اور مرتبہ کا ہو۔ اس مادی دنیا میں ان دو واقعات یعنی پیدائش وموت کے درمیان کا وقت لفظِ زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ غور کرے کہ یہ زمانہ حیات

کس طرح گذارا جائے یعنی اپنے کل اعمال۔ افعال۔ روز مرہ اور اپنا کردار کن اصول کے ماتحت رکھے تاکہ وہ کامیابی سے اس منزلِ حیات کو طے کرے۔ ان اصول کو اگر اصولِ زندگی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اسلام نے یہ اصول بہت واضح طور پر تبلائے ہیں۔ کسی خاص فرقے یا جماعت کے لئے مخصوص نہیں بلکہ عوام الناس کے لئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین

سورۃ ال عمران پارہ ۴ - آیت ۱۳۸

(یہ تعلیم بلاتخصیص جملہ انسانوں کے لئے ہے اور ہدایت ونصیحت ہے متقین کے لئے)

یعنی تعلیم عام ہے مگر فائدہ وہی لوگ اوٹھا سکتے ہیں جو اونکی عظمت کریں ان اصول میں سے چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ انمیں ذاتی بھی ہیں اور آفاقی بھی۔

۱۔ **توحید:**۔ یقین کے ساتھ دلنشین کرنا چاہیئے کہ پیدا کرنے والا کوئی ہے۔ بغیر خالق کے انسان دنیا میں نہیں آیا اور یہ کہ وہ خالقِ عالم ہر چیز پر قادر ہے اور اوس سے زیادہ طاقت والا کوئی نہیں ہے اور وہ خالق یکتا ہے۔

لا الہ الا اللہ

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون

سورۃ بقر آیت ۲۱

(اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جسنے تمکو اور جو تم سے پہلے تھے اونکو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بنجاؤ)۔

وجودِ صانع مطلق کے دلائل کے متعلق اس جگہ پر صرف ایک لطیفہ لکھ دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔ ایک بڑھیا چرخہ کات رہی تھی اوس سے کسی نے پوچھا

کہ بڑھیا تونے خدا کو کس طرح پہچانا۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ بھیا میں لکھی پڑھی تو ہوں نہیں اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ یہ چھوٹا سا چرخہ بغیر میری انگلی سے چلائے نہیں چلتا۔ تو اتنی بڑی کائنات کا چرخہ بغیر کسی چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے۔

خود خالقِ عالم فرماتا ہے۔

سورۃ بقر آیت ۲۸ پارہ ۱

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون (کیونکر تم خدا کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بیجان تھے اوسی نے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مار ڈالیگا۔ پھر وہی تمکو دوبارہ زندہ کرے گا پھر اوسی کی طرف لوٹا دیے جاؤ گے)۔

وجود سے تو انکار کرنیوالے دنیا میں انگلیوں پر گننے کے قابل ہیں۔ صفات میں ضرور اختلافات ہیں۔ لفظ توحید میں تاکید اس امر کی ہے کہ اس وجود کے ساتھ دوسرے وجود شریک نہ کیے جائیں۔ اس معرفت اللہ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے کار ہائے دنیا کے لیے بھی ایک سبق کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ اپنے جملہ امور کی ہدایت ایک رائے کی سپرد کریں۔ کوئی امر کسی ذات سے متعلق ہے تو اوسکے فیصلہ میں نیت کو ڈانواڈول نہ کرے بلکہ فوراً ایک رائے پر قائم ہوجانے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی امر اجتماعی ہے جب بھی ایک رائے کو افضل مانکر اوسکی متابعت کرے۔ اگر رائے قائم کرنے میں قاصر ہو تو حصر کرو تسبیح کے استخارہ پر۔ پیسے کے ٹاس پر۔ کاغذ کے بیلٹ پر۔ بہر حال ایک رائے پر قیام اور اوسپر اتفاق کرو۔ دنیا کا رنگ ہر زمانے میں اس قاعدہ کو صحیح ثابت کر رہا ہے۔ دنیا میں جسقدر کار نمایاں ہوئے وہ سب اتحاد رائے کا نتیجہ تھا۔ اگرچہ کہنے کے لیے مختلف گروہوں میں طرز حکومت یا طرز زندگی مختلف ہے

لیکن یہی آئین وحدت ہر جگہ کارفرما نظر آتا ہے۔ جمہوریت کا ظاہری شور کرنے کے باوجود جمہوریتین کا کام بھی اوسوقت بنا ہے جب وہ کسی رائے واحد کے تابع ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں تامل کریں۔ لیکن فی الواقع ان کا عمل اسی پر ہے۔ ایک فرد کی زندگی سے ایک گروہ کی معشیت تک ایک مختصر خاندان کے انصرام سے وسیع اقالیم کی نظم و نسق تک یہی اصول رو نما ہے۔

فی زمانہ دنیا میں ہر قوم اور ہر گروہ تنظیم کا خواہاں ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ تنظیم وحدت کا بدلا ہوا نام ہے۔ غرض کہ اس عالم مادی میں کوئی محل ایسا نظر نہیں آتا جہاں یہ اصول کارفرما نہو۔ حتیٰ کہ ریاضی جیسے نظری علم میں اعداد کے سارے طلسم کا دار و مدار اسی وحدت پر ہے جس کا نام علمائے ہندسہ نے اپنی اصطلاح میں اکائی رکھا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ توحید پر عقیدت رکھنے سے ہم کو انفرادی اور اجتماعی دونوں حالتوں میں یکجہتی اور اتفاق کا درس ملتا ہے اور نیز یہ کہ ہر کام شروع کرتے وقت یہ خیال فطری طور سے آنے کا امکان ہے کہ جو ہم سے بڑی قوت ہے بشرط غلطی وہ ہم سے ہمارے قول و فعل کا مواخذہ کرسکتی ہے یا بالفاظ دیگر ہم میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اسی کو اصطلاحاً اتقا کہا جاتا ہے اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کا حل اپنی تمام عقلی اور عملی قوتیں صرف کرنے کے باوجود ہمیں میسر نہو اوسوقت ہم مشیت ایزدی کو پیش نظر کرکے اپنے کو بعون اللہ سمو کر اندیشہ و پریشانی کی جگہ قلب کو تسکین دے سکتے ہیں۔ اور جب ہمیں اپنے قول فعل کی تعریف برقرار رکھنے کا خیال پیدا ہو گیا تو نہ کبھی ایسا کام کریں گے نہ ایسی بات جس پر لوگوں کو ہنسنے کا موقعہ ملے۔ اسی کا نام خودداری ہے جو ہر مذہب و ملت کے آدمیوں کے نزدیک مستحسن چیز ہے۔

۲۔ **نبوت و امامت**۔ چونکہ خالقِ عالم کو یہ تعلیم انسانوں کو پہونچانا تھا اسواسطے اسکا ذریعہ بھی انہیں ہی کے ہم جنسوں سے چند افراد کو منتخب کیا۔ اگر غیر جنس مثل فرشتہ وغیرہ ہوتے تو غیر جنس ہونے کی وجہ سے انسان متوجہ نہوتا دوسرے یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہوچکا اس کو دوسری جنس والا کیا تبلا سکتا تھا۔ ان ہستیوں کو اپنا پیغامبر اور امام کا خطاب دیا۔ ان بزرگواروں نے محض زبانی تعلیم نہیں دی کیونکہ وہ ادھوری ہوتی اور موثر نہ ہوتی۔ لوگ کہتے کہ کہدینا آسان ہے عمل کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا انھوں نے زبان سے بھی فرمایا اور اُس پر عملی طور سے کاربند ہوکر اپنے طرزِ حیات کو ہمارے سامنے بطور نمونہ پیش کردیا اور ثابت کردیا کہ اُس تعلیم پر عمل کرنا دشوار یا ناممکن نہیں ہے۔

سورۂ نساء آیت ۵۹

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی تابعداری کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے جو صاحبانِ حکم ہیں)

سورۂ ال عمران آیت ۳۱

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم

(کہہ تو اے رسول کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا تمکو دوست رکھے اور تمہارے گناہ بخشے)

۳۔ **معاد**۔ مدتِ حیات ختم کرنے کے یعنی مرجانے کے بعد بھی کچھ ہے جو اسی طرح اُس قادرِ مطلق کے قبضہ و اختیار میں ہے جس طرح کہ انسان کی پیدائش سے پہلے کا عالم۔ اُس زمانۂ مابعد میں عالمِ حیات کے اعمال کی پرسش ہوگی

روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ بیٹے کے افعال کا مواخذہ باپ کر سکتا ہے۔ نوکر کے کام کا اُسکا مالک۔ ایک شخص کے کام کا مواخذہ اُس کے پڑوسی کر سکتے ہیں۔ محلہ والوں کا شہر والے۔ ایک شہر والوں کی بیجا حرکات کا دوسرے شہر والے۔ ملک کے لوگوں کا حکومتِ وقت۔ ایک حکومت کا دُنیا کی دوسری حکومتیں۔ جب یہ سلسلہ ہمارے سامنے موجود ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم یہ اطمینان کرلیں کہ ہمارے دورِ حیات کے اعمال کا کوئی مواخذہ گیر نہیں ہے۔ اس مواخذہ کی شان یا صورت بیان کرنا یہاں مقصود نہیں ہے انسان کے لیے صرف اتنا ہی دلنشین کرلینا کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں اُس کا مواخذہ ہونا ضروری ہے۔ اعمال کی درستی کے لیے کافی ہے۔

اسی مفہوم کے ماتحت یہ الفاظ "جیسا کرنا ویسا بھرنا" "جیسا بونا ویسا کاٹنا" کس قدر زبان زدِ خلائق ہیں۔ دنیا میں کون ہے جو اس اصول کا قائل نہیں۔ اگر یہ اصول ہر وقت ہماری نظر کے سامنے رہے تو ہم اُن زیادتیوں سے باز رہیں جو اپنے مقاصد کی سربراہی کے لیے ہم کر جاتے ہیں۔ اگر ارتکاب فعل کے وقت اُس کی جزا کا خیال دل میں آگیا تو ایسے فعل کا ارتکاب ہی نہ ہوگا جسکی مکافات خراب ہونے کا احتمال ہو۔ مثلاً ایک ذہین پڑھنے کا شائق طالب علم جو اپنا کارِ روزانہ باقاعدہ کیے جاتا ہے کبھی یہ نہیں سوچتا کہ اسکا امتحان کہاں ہوگا۔ کون امتحان لیگا۔ سند کاغذی ہوگی یا کپڑے یا کسی دھات کی اور وہ دست بدست آئیگی یا ڈاک میں۔ اسکو تو ہر وقت اپنے مضامین کی تیاری اور روز کا کام پورا کرنے کی فکر رہتی ہے۔ اور اگر اُسے وہ قابلِ اطمینان طریقہ پر انجام دیتا ہے تو کسی طرح امتحان ہو۔ کوئی ممتحن ہو کیسی ہی سند ہو۔ کوئی دے۔ اسکو ان باتوں کی فکر نہیں ہوتی۔ البتہ اگر وہ

اپنے ادائے فرض سے پہلوتہی کرتا ہے تو اُسے سند کی توقع بھی نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنے کو لعن و طعن کا مستوجب سمجھنا چاہیے۔

سورۃ الحج پارہ ۱۷ آیت ۷

وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من فی القبور

(اور قیامت یقیناً آنیوالی ہے اسمیں کوئی شک نہیں اور بیشک جو لوگ قبروں میں ہیں اونکو خدا دوبارہ زندہ کرے گا)

سورۃ طٰہٰ پارہ ۱۶ آیت ۱۵

ان الساعة آتية اكاد اخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى

(قیامت ضرور آنیوالی ہے اور میں اوسے چھپائے رکھوں گا۔ تاکہ جسنے جیسی کوشش کی ہے اوسکو بدلا دیا جائے)

سورۃ انبیا پارہ ۱۷ آیت ۱۰۴

كما بدانا اول خلق نعيده وعدا علينا انا كنا فاعلين

(جس طرح ہمنے پہلی خلقت کی دوبارہ ایسا ہی کرینگے یہ وعدہ ہے اور ضرور کرینگے)

ان تین اصول کو اصل اصول سمجھنا چاہیے اور ان ہی کے ماتحت ان سے وابستہ ایک دوسرے کے معاون اور واضح یا ترجمانی کرنے والے بقیہ اصول ہیں جو اب درج ہوتے ہیں۔

۴۔ نماز۔ سورۃ بقر آیت ۴۳

اقيموا الصلوة واتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين

(نماز پڑھو۔ ذکوۃ دو۔ اور عبادت کے لیے جھکنے والوں کے ساتھ تم بھی جھکا کرو)

دنیا کے ہر مذہب نے خدا کو یاد کرنے اور اپنی بندگی بیچارگی کا اظہار کرنے

کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اپنے عقیدتمندوں کو تبلایا ہے۔ کوئی مذہب اس سے خالی نہیں ہر مذہب نے اسکو اپنا بنیادی ستون قرار دیا ہے۔ اسلام نے وہ طریقہ نماز کی صورت میں تبلایا ہے اور پانچ وقت اُسکے لئے طے کئے ہیں۔ ادا کرتے وقت جسم اور لباس کو پاک وصاف رکھنے اور اوقات کی سختی سے پابندی کرنے کی تاکید ہے۔ بالخصوص صبح کی نماز کی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

سورۃ بقرآیت ۲۳۸

حافظو علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطیٰ

(پابندی کرو نماز کی اور بالتحقیق درمیانی نماز کی)

اکثر مفسرین نے صبح کی نماز کو درمیانی نماز قرار دیا ہے جس سے مسلمان کو صبح طلوع آفتاب سے قبل نیند سے بیدار ہونا لازمی ہوجاتا ہے اور یہ امر ہر لحاظ سے نہایت مستحسن فعل ہے۔ یہ طریقہ یادِ خدا ہم کو ہمارے دنیوی امور میں بہت سے سبق دیتا ہے۔ چوبیس گھنٹہ میں پانچ دفعہ یاددہانی ہوتی ہے کہ اپنے فرائض کا خیال رکھو۔ اپنے کارہائے دنیا کی تقسیم کرو۔ اگر کسی کام میں ہمہ تن متوجہ ہو رہے ہو کم از کم نماز کے وقت اُس کام کی فکر سے دماغ کو مہلت دو تاکہ بیجا تکان نہ ہوجائے۔ دماغ کے صحیح رکھنے کے لئے مشاغل اور تفکر کا بدلتے رہنا۔ طبی اصول سے ضروری ہے۔ پابندیٔ اوقات کی عادت ہوتی ہے۔

طریقہ نماز کے متعلق یہاں صرف اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ جس طرح والدین حکم کریں اس طرح ادا کی جائے۔

۵۔ روزہ۔ خواہشات نفسانی پر قابو پانے اور انسان کو نفسیاتی تکالیف برداشت کرنے کی عادت پیدا کرنے کا زبردست طریقہ ہے۔ اور ہر مذہب میں کسی

نہ کسی نوع سے اسکا حکم اور رواج ہے۔ اسلام سے کچھ خصوصیت نہیں۔ چونکہ اسلام نے بھی اسکو اچھا سمجھا فرائض میں داخل کر دیا۔

یا ایھا الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (لا) ایاما معدودات

سورۃ بقر آیت ۱۸۳ پارہ ۲

(اے ایمان لانے والو روزہ رکھنا جسطرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ اسکی بدولت تم بہت سے گناہوں سے بچو)۔

چونکہ یہاں محض اصول بتلانا مقصود ہے روزہ کی تفصیل نہیں دی جاتی ہے۔ اسکے لئے مذہبی کتابیں دیکھی جائیں یا اپنے والدین سے دریافت کیا جائے۔

۶۔ **عدل**۔ اسکے دو جزو ہیں۔ ایک عقیدہ سے متعلق یعنی وہ قوت جسکو ہم سب افضل مانتے ہیں وہ عادل ہے۔ گویا اسکا ہر فعل موقع اور محل کے مناسب ہوتا ہے۔ ہم اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ خدا کو عادل سمجھنے میں ہمارے لئے ایک کھلا گوشۂ عافیت نظر آتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر ہم پر کوئی آفت آئے اور ہم اسکی کنہ کو نہ سمجھ سکیں تو بجز پریشانی کے ہمیں اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لیکن اگر ہم عدالت کے قائل ہیں تو طبیعت کو بہ آسانی سمجھا سکتے ہیں کہ یہ آفت عادل قوت سے پہونچی ہے لہذا اس میں ہمارے لئے ضرور کوئی مصلحت ہے۔ اور اسطرح ہم دل کو سکون دے سکتے ہیں۔ یہی کیفیت صبر سے موسوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم کسی ارادے میں ناکامیاب ہوں تو بھی اسی خیال سے سکون و اطمینان حاصل ہو سکتا ہے جو ہماری ہمت کو آئندہ مہمات کے لئے ٹوٹنے نہیں دیگا۔

عدل کا دوسرا جزو عملی ہے یعنی ہمیں اپنے تمام معاملات میں عدالت

کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ عدل کے صرف یہی معنی تصور نہ کرنا چاہیئے کہ دو جھگڑا کرنیوالوں کے جھگڑے کو فیصل یا ایک چیز کو برابر کے حصّوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ نہیں۔ مفہوم عدالت کی وسعت اس سے بہت زیادہ ہے۔ زندگی کے ہر ہر پہلو میں اسے رہنما بنانے کی ضرورت ہے۔ ہر قول و فعل میں موقعہ و محل کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ دوستوں سے برتاؤ۔ دشمنوں سے برتاؤ۔ عزیزوں سے۔ بیگانوں سے۔ محلہ والوں سے۔ افسروں سے۔ ماتحتوں سے۔ چھوٹوں سے۔ بڑوں سے۔ مردوں سے۔ عورتوں سے۔ بچّوں سے بوڑھوں سے۔ جوانوں سے۔ کمزوروں سے طاقتوروں سے۔ غریبوں سے فقیروں سے۔ رئیسوں سے برتاؤ اسی کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ سونے کے وقت جاگنا۔ جاگنے کے وقت سونا۔ بھوک لگنے پر نہ کھانا۔ اور اگر کوئی لذیذ شے سامنے آجائے تو بے اشتہا کھا لینا۔ لذیذ چیزیں لذّت طلبی کے لیئے کھانا اگرچہ وہ مضر صحت ہوں بے مزہ چیزیں نہ کھانا اگرچہ وہ مفید صحت ہوں۔ کام کے وقت آرام کرنا۔ آرام کے وقت دوستوں سے بیکار باتیں کرنا۔ اپنی ذاتی اغراض کو اجتماعی اغراض پر ترجیح دینا۔ اپنے سے کمزور اور اپنے سے طاقتور سے ایک لہجہ میں بات کرنا۔ اپنے ماتحت اور افسر سے ایک قرینہ پر گفتگو کرنا۔ اپنا حق نہ مانگنا۔ ناحق پر اڑنا۔ کمزور کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا۔ طاقتور کے سامنے بجا و بیجا سر جھکانا۔ نقصان کے خوف یا نفع کی طمع سے حق بات چھپانا۔ جھوٹ بولنا۔ اپنی آسائش کے مقابل ابنائے جنس کی جائز تکالیف کو نظر انداز کرنا۔ یہ سب باتیں عدالت کے خلاف ہیں۔ اگر ہم روزمرّہ کی زندگی میں قوانین عدالت کو مرعی رکھیں

توہیں اوقات کی پابندی۔ رحم۔ حفظِ مراتب۔ ہمت صبر وغیرہ کا سبق ملتا ہے جنکے نتائج و فوائد اظہر من الشمس ہیں۔

سورۃ نساء پارہ ۵ آیت ۵۸

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (جب وقت تم لوگوں میں کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کو پیش نظر رکھو)

سورۃ نساء پارہ ۵ آیت ۱۳۵

یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (اے مومنو اپنے کو عدل و انصاف پر مضبوطی سے قائم رکھو اور خوشنودی خدا کے واسطے شہادت یعنی گواہی دو۔ خواہ وہ گواہی تمہارے خود کے خلاف ہو یا تمہارے ماں باپ یا رشتہ دار کے خلاف ہو۔ نہ کسی کی تونگری کے رعب میں آؤ نہ کسی محتاج کی محتاجی سے متاثر ہو۔ اور نہ اپنے نفع نقصان کی پرواہ کرو۔ اگر اسکے خلاف کروگے تو خدا کو سب خبر ہے)

سورۃ بقر آیت ۴۲

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ درحالیکہ تم جانتے ہو کہ حق کیا ہے)۔

۷۔ زکوٰۃ۔ یہ بھی اسیقدر ضروری ہے جیسے نماز۔ مختلف مقامات پر کلام پاک میں نماز کے ساتھ ہی اس کا حکم ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ

(نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو)

۸- **تحصیل علم۔** علم کے متعلق پچھلے اوراق میں کافی تذکرہ آگیا ہے یہ وہی چیز ہے جس سے انسان کو اشرف المخلوقات ہونیکا امتیاز حاصل ہوا ہے

سورۃ بقر آیت ۲۶۹

ومن یوت الحکمتہ فقد اوتی خیراً کثیراً (جسکو حکمت عطا کی گئی تو اسکو خوبیوں کی بڑی دولت ملی)۔

سورۃ مجادلہ آیت ۱۱

یرفع اللہ الذین آمنو منکم والذین اوتو العلم درجت (جو لوگ ایمان لائے اور جنکو علم حاصل ہوا انکے درجہ بہت بلند ہونگے)۔

۹- **صحت جسمانی۔** انسان کی زندگی کو کامیاب بنانے میں صحت جسمانی کا حصّہ بھی بڑا ہے۔ بلند درجات کے ساتھ جو ذمہ داریاں وابستہ ہوتی ہیں اُن سے بغیر صحت جسمانی کے انسان خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ تجارت۔ زراعت۔ تبلیغ مذاہب۔ خدمتِ خلق۔ سیاست۔ حکومت غرض کسی شعبہ میں بھی بغیر صحت جسمانی انسان کارنمایاں نہیں کرسکتا۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

سورۃ نساء آیت ۲۹۔

ولا تقتلوا انفسکم (ط) ومن یفعل ذلک عدوانًا وظلمًا فسوف نصلیہ نارًا (اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو جو شخص ایسا کریگا وہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائیگا)

۱۰- **طہارت** - یعنی جسم ولباس کو صاف رکھنا۔ اسلام اسکی تاکید کرتا ہے۔

سورۃ المدثر آیت ۴ و ۵ پارہ ۲۹

وثیابک فطہر والرجز فاھجر

(لباس پاک رکھو اور نجاست دور کرو)

سورۃ توبہ پارہ ۱۱ آیت ۱۰۸

واللہ یحب المطّھّرین (خدا پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے)

۱۱- احسان اور نیکی کرنے کے متعلق ہدایت ہوتی ہے۔

سورۃ المدثر آیت ۶

ولا تمنن تستکثر (زیادہ ملنے کی تمنّا سے نیکی نہ کرو)۔

سورۃ حم السجدہ پارہ ۲۴- آیت ۳۴

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیّئۃ ادفع بالتی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم

(نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی لہٰذا اُن کو نیکی سے جواب دو تمہارا دشمن دلسوز دوست بن جائیگا)

۱۲- گفتگو میں زبان کو نرم رکھنے اور سلام کے جواب دینے کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

سورۃ بقر آیت ۸۳ پارہ ۱

وقولوا للناس حسناً (لوگوں سے اچھی طرح بات کرو)۔

سورۃ نساء آیت ۸۶ پارہ ۵

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اوردوھا (جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے بہتر طریقہ میں اسکو جواب دو یا وہی لفظ جواب میں کہدو)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص سلام کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جنکو تم پسند نہیں کرتے تو وہی الفاظ تم بھی دوہرا دو۔

۱۳- طبیعت کو اپنی صلح پسند بنانے کی ترغیب۔

سورۃ انفال آیت ۱ پارہ ۹

فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم (خدا

سے ڈرو اور باہمی معاملات کی اصلاح کرو)

سورۃ الحجرات آیت ۹ پارہ ۲۶

وان طائفتن من المومنین اقتتلو فاصلحو بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل و اقسطو ان اللہ یحب المقسطین

(اگر مومنین کے دو گروہ آپسمیں لڑیں تو صلح کرادو۔ اگر فریقین میں پھر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرے اس سے لڑو یہانتک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پھر جب رجوع کرے تو مساوات کے ساتھ صلح کرادو۔ بیشک خدا انصاف کرنے والونکو پسند کرتا ہے)

سورۃ الحجرات آیت ۱۰ پارہ ۲۶

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم

(مومنین سب آپسمیں بھائی بھائی ہیں۔ ان میں میل جول کرادو)

۱۴۔ انسان کو اپنے قول کی عظمت کرنا چاہیئے۔

سورۃ الصف پارہ ۲۸ آیت ۲ و ۳

یاایھا الذین آمنو لما تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولو ما لا تفعلون

(اے ایمان والو ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے نزدیک یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں)

قول و فعل میں پختہ ہونا ابنائے جنس میں بڑی وقعت پیدا کرتا ہے۔ اور

اس طرح انسانیت کے درجہ بہت بلند۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ جس شخص کے قول فعل کا کچھ اعتبار نہیں وہ کیا آدمی ہے۔

۱۵۔ دوسرے مذاہب یا خیالات کے لوگوں سے برتاؤ کا طریقہ بتایا جاتا ہے

سورۃ الحجرات آیت ۱۱ پارہ ۲۶

یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن

(اے ایمان والو کوئی مرد تم میں سے دوسری قوم کے مردوں کی ہنسی نہ اوڑائے ممکن ہے کہ وہ لوگ اوس سے اچھے ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اوڑائیں ممکن ہے وہ ان سے اچھے ہوں)

سورۃ انعام آیت ۱۰۹ پارہ ۷

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم

(اے مومنین برا مت کہو دوسروں کی پرستش کی چیزوں کو ورنہ وہ خدا کو برا کہیں گے بغیر سمجھے عداوت سے)

سورہ مزمل آیت ۱۰ پارہ ۲۹

واصبر علیٰ ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا

(اونکی باتوں پر صبر کرو اور خوبصورتی سے اونسے علیحدہ رہو)

سورۃ الکافرون پارہ ۳۰ آیت ۶

لکم دینکم ولی دین

(تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین)

۱۶۔ والدین کے ساتھ برتاؤ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵۔ آیت ۲۴

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ط اما یبلغن عندک الکبر احدھما اوکلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما

وقل لهما قولاً كريماً

(اور تمہارے پروردگار نے تو حکم ہی دیا ہے کہ اسکے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہونچیں تو انکے جواب میں اُف تک نہ کہنا اور نہ جھڑکنا اور بہت ادب سے اونسے بات کرنا)

۱۷۔ عہد کے متعلق چند آیتیں درج ہوتی ہیں۔

سورۃ المائدہ آیت ا پارہ ۶ — اوفوا بالعقود (اقراروں کو پورا کرو)

سورۃ انفال آیت ۷۲ پارہ ۱۰ — وان استنصروكم في الدين فعليكم النصر الا على قوم بينكم وبينهم ميثاق (مومن کی دین کے بارہ میں مدد کرو مگر ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا عہد ہو چکا ہو)

سورۃ النحل آیت ۹۱ پارہ ۱۴ — واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها (جب تم لوگ باہم قول وقرار کرو تو خدا کے عہد وپیمان کو پورا کرو اور قسموں کو پکا ہو جانے کے بعد نہ توڑا کرو)

سورۃ المجادلہ آیت ۱۴، ۱۵ پارہ ۲۸ — ويحلفون على الكذب وهم يعلمون اعد الله لهم عذابا شديدا (یہ لوگ جان بوجھکر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔ خدا نے اونکے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے)

سورۃ المائدہ پارہ ۶ آیت ۲ — وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا

علی الاثم والعدوان (مدد کرو آپس میں نیکی کے کاموں میں۔ گناہ اور عداوت میں مدد مت کرو)

۱۹۔ سورۃ الحج پارہ ۱۷ آیت ۶۰

ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ

(جو شخص اوتنا ہی ستائے جتنا یہ اوسکے ہاتھوں ستایا گیا تھا اسکے بعد پھر اوسپر زیادتی کیجائے تو خدا اوسکی ضرور مدد کریگا)

سورۃ الشوریٰ پارہ ۲۵۔ آیت ۴۰

جزاؤا سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ (برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ اسپر بھی جو شخص معاف کر دے اور معاملہ کی اصلاح کرا دے تو اوسکا ثواب خدا کے ذمہ ہے)

برائی کا بدلہ برائی سے لینے کی اجازت ہے مگر جتنی برائی کی گئی ہے اوسکے جواب میں اوتنی ہی ہونا چاہیئے اُس سے زیادہ ہرگز نہو۔ اگر اوتنا بدلہ لینے کے بعد بھی دوسری جانب سے زیادتی ہو تو اوسکو خدا پر چھوڑ دو۔ خود بدلہ نہ لو۔ اسمیں صاف ظاہر ہے کہ اگر پھر بدلہ لیا گیا تو ایک سلسلہ قائم ہو جائیگا جو کبھی بند نہو گا اسلئے حکم ہوتا ہے کہ خدا پر چھوڑ دو۔ اور ابتدائی برائی کو بھی بغیر بدلہ لئے معاف کر دو تو بہت اچھی بات ہے۔

۲۰۔ سورۃ المنافقون آیت ۹۔ پارہ ۲۸

یا ایہا الذین امنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ (مال اور اولاد کی فکر تمکو ذکر الٰہی سے غافل نہونے دے)

ذکر الٰہی سے یہاں صاف مطلب اپنے دیگر فرائض کی ادائیگی ہے۔

۲۱۔ سورۃ الحدید آیت ۲۲ و ۲۳ پارہ ۲۷

ان ذلک علی اللہ یسیر لکیلا

تاسو علی ما فاتکم ولا تفرحو بما اتکم
واللہ لا یحب کل مختال فخور الذین
یبخلون ویامرون الناس بالبخل
(بیشک یہ خدا پر آسان ہے تاکہ جب کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو
تم اوسکا رنج نہ کیا کرو اور جب کوئی چیز خدا تمکو دے تو اسپر نہ اترایا
کرو۔ خدا کسی اترانے والے شیخی باز کو دوست نہیں رکھتا جو خود
بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرونکو بخل کرنا سکھاتے ہیں)

۲۲۔ سورۃ نجم آیت ۲۹ و ۳۰
پارہ ۲۷

فاعرض من تولی عن ذکرنا ولم
یرد اللہ الا الحیوۃ الدنیا ذلک مبلغھم
من العلم (پھیر لو منہ اپنا اوس شخص سے جو ذکر الہی سے
اپنا منہ پھیر لے اور صرف دنیاوی زندگی کا طالب ہو اونکے علم
کی یہی منتہا ہے)

منتہائے علم اور ارادہ اپنا خواہشات نفسانی کو پورا کرنا ہی نہیں سمجھنا چاہیے
بلکہ دوسرے فرائض کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۲۳۔ سورۃ انبیا آیت ۷
پارہ ۱۷

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون
(پوچھو اہل ذکر سے جو تم نہیں جانتے)۔

یعنی جس مسئلہ کو تم نہ جانتے ہو یا جس معاملہ میں تمہاری عقل رہنمائی نہ کرے
اور تمکو الجھن ہو تو جسکو تم اپنے سے باہر سمجھتے ہو یا جو عام طور سے ماہر سمجھا جاتا ہو
اوس سے دریافت کرو۔ غیر اہل سے دریافت نہ کرو۔

۲۴۔ خداوند عالم سے دعا مانگنے کا طریقہ تبلایا گیا ہے۔

سورۃ اعراف آیت ۲۰۵
پارہ ۹

واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ

وَّخیفۃً وَّدُونَ الجہرِ من القول بالغدوِّ والاصال
وَلَا تکن من الغافلین (اور اپنے پروردگار سے صبح شام دعا مانگو جی میں گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کے بہت چیخ کر نہیں دھیمی آواز سے۔ اور بالکل غافل نہ ہو جاؤ)

۲۵۔ سورۃ نسا آیت ۱۷۱ پارہ ۶
یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق (دین کے متعلق مبالغہ سے کام نہ لو اور اللہ کی شان میں ایسی بات نہ کہو جو اوسکے لائق نہیں ہے)۔

۲۶۔ سورۃ نسا آیت ۱۹۵ پارہ ۲
وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا (خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو)
اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی اجازت ہے مگر اتنا ہونا چاہیے کہ اپنے لئے باعث ہلاکت ہو۔

۲۷۔ سورۃ نسا آیت ۱۴۸ پارہ ۶
لا یحب الجھر بالسوء من القول الا من ظلم (پکار پکار کر بری بات کو نہیں کہنا چاہیے۔ البتہ جو مظلوم ہو وہ کر سکتا ہے)۔

۲۸۔ سورۃ بقر آیت ۲۸۲
لا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ (شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو کوئی چھپائے وہ گنہگار ہے)۔

۲۹۔ سورۃ بقر آیت ۲۸۶
لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (خداوند عالم کسی کو اوسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا)۔

۳۰۔ سورۃ الحجرات آیت ۶ پارہ ۲۶
یا ایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ

فتصبحو علی ما فعلتم ندامین (جب کوئی خبر بری سنو کسی شخص سے تو اسکی تحقیقات اوروں سے کرلو اور اسکے بعد کچھ اقدام کرو ورنہ ممکن ہے کہ تم اقدام کر بیٹھو اور پھر پشیمان ہونا پڑے)

۳۱۔ سورۃ نساء آیت ۵۸ پارہ ۵

ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا (خدا تمہیں حکم دیتا ہے لوگوں کی امانتیں امانت رکھنے والوں کے حوالہ کردو)۔

۳۲۔ سورۃ بقر آیت ۱۸۸ پارہ ۲

لا تاکلوا الکم بینکم بالباطل وتدلوبھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون (آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ مال کو حکام کے یہاں دو تاکہ لوگوں کے مال میں سے جو کچھ ہاتھ لگے خورد برد کرجاؤ حالانکہ تم جانتے ہو)

۳۳۔ سورۃ المجادلہ آیت ۹ پارہ ۲۸

یا ایھا الذین آمنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوے واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون (اے مومنو جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو بلکہ نیکوکاری اور پرہیزگاری کی سرگوشی کرو اور خدا سے ڈرتے رہو جس کے سامنے ایکدن جانا ہے)

۳۴۔ سورۃ النور آیت ۲۷ پارہ ۱۸

یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (اے ایماندارو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ چلے جاؤ

جبتک کہ اونسے اجازت لے لو اور اون گھروں میں رہنے والوں سے سلام کرلو)۔

سورۃ النور آیت ۶۱ پارہ ۱۸

فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی انفسکم (جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں پر سلام کرو)۔

سورۃ الحجرات آیت ۵ پارہ ۲۶

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون وانھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیراً لھم (جو لوگ تمکو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اونمیں سے اکثر بے عقل ہیں اور اگر یہ لوگ اتنا تامل کرتے کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آجاتے تو یہ اون کے لئے بہتر تھا)۔

۳۵- سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۷ پارہ ۱۵

لا تمش فی الارض مرحاً انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولاً (زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑو گے نہ لمبائی میں پہاڑوں کی برابر ہو جاؤ گے)۔

۳۶- سورۃ اعراف آیت ۳۱ پارہ ۸

یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین (اے اولاد آدم نماز کے وقت اپنی زینت کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو اللہ فضول خرچی کرنیوالے کو دوست نہیں رکھتا)

۳۷-

جعلنا اللیل والنھار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ (ہمنے رات کو آرام کیلئے اور دن کو فائدہ اوٹھانے کے لئے بنایا) یعنی دن کو اپنے متعلقہ کام کرو اور رات کو آرام

کرو یہ نہیں کہ رات کو دیر تک کھیل تماشوں میں جاگتے رہو اور صبح کو دیر تک سوتے رہو

۳۸۔ سورۃ الحجرات آیت ۱۲ پارہ ۲۶

یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ط ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ

(اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے حال کی تلاش میں نہ رہو اور نہ تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے اس بات کو پسند کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم تو اس سے ضرور نفرت کروگے)

۳۹۔ سورۃ آل عمران پارہ ۴۔ آیت ۱۱۸

یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا (اے ایمان والو اپنوں کے سوا کسی کو اپنا رازدار نہ بناؤ کیونکہ غیر لوگ تمہاری بربادی میں اٹھا نہیں رکھینگے)۔

۴۰۔ سورۃ انعام آیت ۶۸ پارہ ۷

واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم (جبوقت تو دیکھے کہ لوگ ہماری آیتوں میں بیہودہ بحث کر رہے ہیں تو انکے پاس سے ٹل جاؤ)۔

سورۃ اعراف آیت ۱۹۹ پارہ ۹

خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین (درگذر کرنا اختیار کرو اور اچھے کام کے لئے کہو اور جاہلوں کی طرف سے منہ پھیر لو)

سورۃ الزمر آیت ۵۳ پارہ ۲۴

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (خدا کی رحمت سے

ناامیدمت ہو) کتنی ہی مصیبت کیوں نہ گھبرانا اور مایوس نہ ہونا چاہیئے)۔

۴۲۔ سورۃ النحل آیت ۱۱۵ پارہ ۱۴

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ (اور حرام کیا تم پر ادھر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر خدا کے سوا اور کا نام لیا جائے)۔

۴۳۔ سورۃ النور آیت ۵۸ پارہ ۱۸

یا ایھا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرۃ من قبل صلوۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوۃ العشا ثلاث عورات لکم

(اے ایماندار و تمہاری لونڈی غلام اور وہ لڑکے جو ابھی بلوغ کی حد تک نہیں پہونچے ہیں اونکو بھی چاہیئے کہ تین مرتبہ تمہارے پاس آنے کی اجازت لے لیا کریں۔ نماز صبح سے پہلے دوپہر کو جب تم کپڑے اوتارا کرتے ہو اور نماز عشا کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں)۔

۴۴۔ خمس

سورۃ انفال آیت ۴۱ پارہ ۱۰

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذالقربی والیتامی والمساکین وابن السبیل (یاد رکھو کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ خدا کے لیے ہے اور رسول کے لیے اور اقربا اور یتیم اور مساکین اور مسافروں کو دو)

۴۵۔ سورۃ النحل آیت ۱۰۶ پارہ ۱۴	من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ قلبہ مطمئن بالایمان فعلیھم غضب من اللہ (خدا کا غضب ہے سوائے اوس حالت کے کہ کوئی مجبور ہو مگر دل میں ایمان کی روشنی اور قلب مطمئن رکھتا ہو)۔
۴۶۔ سورۃ رعد آیت ۲۸ پارہ ۱۳	الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (ذکر خدا کرنے سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے)۔
۴۷۔ سورۃ نور آیت ۲۲ پارہ ۱۸	ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا۔ (تونگر اور صاحب گنجائش لوگ عزیزوں مہاجروں اور مسکینوں سے سلوک کریں اور انکی خطائیں معاف کریں)۔
۴۸۔ سورۃ بقر آیت ۲۶۲ پارہ ۳	الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (جو لوگ اپنے مال کو راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اور احسان نہیں جتلاتے اونکو خدا سے اجر ملیگا)
سورۃ بقر آیت ۲۶۳ پارہ ۳	قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی (سائل کو نرمی سے جواب دینا اور اوس سے درگذر کرنا اوس خیرات سے کہیں بہتر ہے جسکے بعد سائل کو ایذا پہونچے) یعنی احسان جتلا کر اوسکو اذیت پہونچائی جائے۔

۴۹۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۶ پارہ ۱۵

وآت ذی القربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا انّ المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (قرابت والوں اور محتاج اور پردیسیوں کو انکا حق دو مگر فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں)

۵۰۔ سورۃ توبہ آیت ۶۰ پارہ ۱۰

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل (خیرات تو صرف فقیروں کا اور محتاجوں کا حق ہے اور اون لوگوں کا جو اوسکے حاصل کرنے کے لئے لگائے جائیں اور دوسرے لوگوں کا بھی جنکی تالیف قلوب منظور ہو۔ یا اوسکو خرچ کیا جائے غلاموں کو اور قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے یا قرضداروں کو دیا جائے یا خدا کی راہ میں یا پردیسیوں کی کفالت میں خرچ کیا جائے)۔

۵۱۔ جہاد سورۃ الصف آیت ۱۱ پارہ ۲۸

تومنون بالله ورسوله تجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم ط ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کرو اگر تم سمجھو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے)

سورۃ توبہ آیت ۱۹ و ۲۰ پارہ ۱۰

اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن بالله والیوم الآخر وجاهد

فی سبیل اللہ ط لا یستوٗن عند اللہ و اللہ لا
یھدی القوم الظالمین الذین آمنوا
وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم
وانفسھم لا اعظم درجۃ عند اللہ
واولٰئک ھم الفائزون

(کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام کی آبادی کو اس شخص کے ہمسر بنا دیا ہے جو خدا اور آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت اختیار کی اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ خدا کے نزدیک درجہ میں کہیں بڑھکر ہیں اور یہی لوگ فائز ہونے والے ہیں۔

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ مال اور نفس سے جہاد کرنے کے درجات بہت بلند ہیں۔ مال سے جہاد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مال حاصل کرو ضرور مگر اچھے اور جائز طریقوں سے۔ اگر مذموم طریقہ سے مال کا ملنا ممکن ہو رہا ہو تو ایسے مال سے گریز کرو اور ہرگز اسکو حاصل نہ کرو۔ مثلاً چوری۔ گرا پڑا مال اوٹھا لینا۔ رشوت۔ دھوکا دیکر وصول کرلینا وغیرہ وغیرہ تو جو کچھ مال تمہارے پاس موجود ہے اسکو اچھے اچھے کاموں میں خرچ کرو۔ بُرے کام میں خواہ وہ تمکو کیسا ہی اچھا معلوم ہوتا ہو اسکو خرچ نہ کرو۔ اور اچھے کاموں میں اسکو خرچ کرنے سے اگر تمہاری طبیعت کو تکلیف پہونچتی ہو تو اس تکلیف کی پرواہ نہ کرو۔ اسی طرح نفس سے بھی جہاد

ہے۔ وہ اپنی خواہشات نفسانی کو اصول کے ماتحت کر دینا۔ ناحق سے نفرت کرنا اور حق پر ہر طرح کا ایثار کرنا ہے۔ مثلاً اگر کوئی غذا تمکو مرغوب ہے مگر وہ تمہاری صحت کے لئے مضر ثابت ہو جاتی ہے تو اس سے پرہیز کرو۔ نماز کا وقت آگیا ہے اور تم کسی دل خوش کن شغل میں ہو تو ضبط کرو۔ شغل کو چھوڑ دو اور نماز پڑھو۔ راستہ میں اگر کوئی شخص ایسا تم کو ملے جو اپنی معذوری کی وجہ سے تمہاری مدد کا مستحق ہو تو اپنا تھوڑا سا نقصان گوارا کر کے اور اسکی مدد کرو۔ اسی طرح کھانے پینے۔ رہنے۔ ملنے جلنے۔ تفریح وغیرہ ہر موقعہ پر جہاد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ یہ ہے انفرادی یا شخصی جہاد۔ اجتماعی جہاد کا تعلق اولی الامر سے ہے۔ لہذا اسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم وان اللہ سمیع علیم

۴۲۔ سورۃ انفال آیت ۵۳ پارہ ۱۰

(جب کوئی نعمت اللہ دیتا ہے کسی قوم کو تو تاوقتیکہ وہ لوگ خود اپنی حالت نہ بدلیں خدا بھی اسے نہیں بدلیگا۔ خدا تو یقینی سب کچھ سنتا اور جانتا ہے)

لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب من یعمل سوء یجز بہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا

۴۳۔ سورۃ نساء آیت ۱۲۳ پارہ ۵

(نہ تم لوگوں کی آرزو سے نہ اہل کتاب کی تمنا سے کچھ حاصل۔ بیشک جو برا کام کریگا اوسکو بدلہ دیا جائیگا اور پھر خدا کے سوا کسی کو اپنا سرپرست اور مددگار نہ پاؤ گے)۔

اس آیت میں صاف صاف بتا دیا کہ خواہ تم مسلمان ہو یا اہل کتاب تمہارے عمل ہی دیکھے جائیں گے اور جس کا بھی عمل خراب ہوگا اوسکو سزا دیجائے گی اس سے زیادہ اور عمل کی کیا ترغیب ہو سکتی ہے۔

۵۴۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴ پارہ ۴

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

(اور تم میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلایا اور اچھے کام کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور ایسے ہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے)۔

۵۵۔ سورۃ توبہ آیت ۶ پارہ ۱۰

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ

(اگر مشرکین میں سے تم سے کوئی پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دو یہانتک کہ وہ خدا کا کلام سن لے پھر اوسے اوس کی امن کی جگہ پہونچا دو)

چند آیتیں بطور خلاصہ کے درج کی جاتی ہیں

۵۶۔ نظام دنیا
سورۃ الزخرف آیت ۳۲
پارہ ۲۵

اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا (یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو خود بانٹنا چاہتے ہیں۔ ہم نے تو انکے درمیان انکی روزی دنیاوی زندگی میں بانٹ ہی دی ہے اور ایک کے دوسرے پر درجہ بلند

کئے ہیں تاکہ انہیں کا ایک دوسرے سے خدمت لے)۔

سورۃ الشوریٰ آیت ۲۷
پارہ ۲۵

لو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء ط انہ لعبادہ خبیر م بصیر (اگر خدا اپنے بندوں کی روزی فراخی کر دے تو وہ لوگ ضرور زمین پر سرکشی کرنے لگیں مگر وہ تو بقدر مناسب جسکی روزی چاہتا ہے دیتا ہے۔ وہ بیشک اپنے بندوں سے خبردار ہے اور سبکو دیکھتا ہے۔

۵۷۔ کافر اور منکرین کے متعلق ارشاد ہے

سورۃ ابراہیم آیت ۲-۳
پارہ ۱۳

وویل للکافرین من عذاب شدید ن الذین یستحبون الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ ویصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا ط اولئک فی ضلال بعید (اور کافروں کے لیے جو سخت عذاب ہے افسوسناک ہے۔ وہ کفار جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں خواہ مخواہ کجی پیدا کرتے ہیں یہی لوگ بڑی گمراہی میں ہیں)

سورۃ بقرآیت ۲۶و۲۷
پارہ ۱

وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون

(گمراہی میں چھوڑتا بھی ہے تو ایسے بدکاروں کو جو لوگ خدا کے عہد و
پیمان کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن امور کا خدا نے
حکم دیا ہے اونکو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں
یہی لوگ گھاٹا اوٹھانے والے ہیں۔

۵۸۔ کامیاب لوگوں کے متعلق ارشاد ہے

سورۃ الحشر آیت ۹
پارہ ۲۸

والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم
یحبون من ہاجر الیھم ولا یجدون فی
صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون
علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۔

(جو لوگ مہاجرین سے پہلے گھر میں مقیم اور ایمان پر رہے اور جو لوگ
ہجرت کرکے اونکے پاس آئے اون سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ
اونکو ملا اوسکی اپنے دلوں میں کچھ غرض نہیں پاتے اور اگرچہ اپنے
اوپر تنگی ہو دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے
نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائینگے۔

سورۃ الشوریٰ
آیت ۳۶ تا ۳۹
پارہ ۲۵

فما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوۃ الدنیا
وما عند اللہ خیر وابقی للذین امنوا وعلی
ربھم یتوکلون والذین یجتنبون کبائر
الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ھم
یغفرون۔ والذین استجابوا لربھم واقا

موا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم و
مما رزقنھم ینفقون والذین اذا اصابھم
البغی ھم ینتصرون وجزاء سیئۃ
سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہٗ
علی اللہ ط تم کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے
اور جو کچھ خدا کے یہاں ہے وہ کہیں بہتر اور پائدار ہے۔ خاص اونہیں
لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگا پر بھروسہ رکھتے
ہیں اور جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بیحیائی کی باتوں سے بچے
رہتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جو اپنے
پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اونکے کل کام آپس
کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہمنے اونہیں عطا کیا ہے اوس میں
سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور جب اون پر زیادتی ہوتی ہے تو
وہ بھی بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے۔ اس پر بھی
جو شخص معاف کر دے اور معاملہ کی اصلاح کر دے تو اوسکا ثواب
خدا کے ذمہ ہے۔

سورۃ توبہ آیت ۱۱۲ پارہ ۱۱

التائبون العابدون الحامدون السائحون
الرٰکعون الساجدون الاٰمرون بالمعروف
والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ
وبشر المومنین ط (وہ) یہ لوگ توبہ کرنیوالے عبادت گذار
خدا کی حمد و ثنا کرنے والے اوسکی راہ میں سفر کرنیوالے رکوع اور سجدہ
کرنیوالے نیک کام کا حکم کرنیوالے اور بُرے کام سے روکنے والے

اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کی نگاہ رکھنے والے ہیں اور اے رسول انکو بہشت کی خوشخبری دیدو)

۵۹- انسانیت کی بلندی و پستی کا کچھ مقابلہ

سورۃ المعارج پارہ ۲۹ ایات ۱۹ لغایتہ ۳۵

ان الانسان خلق هلوعا اذا مسه الشر جزوعا و اذا مسه الخير منوعا الا المصلين الذين هم عن صلاتهم دائمون والذين فى اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم والذين يصدقون بيوم الدين والذين هم من عذاب ربهم مشفقون ان عذاب ربهم غير مامون والذين هم لفروجهم حفظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون والذين هم لامانا تهم و عهدهم راعون والذين هم لشهادا تهم قائمون والذين هم عن صلاتهم يحافظون اولئك فى جنات مكرمون۔

(بیشک انسان بڑا لالچی پیدا ہوا ہے۔ جب اوسے تکلیف ہوئی وہ گھبرا گیا اور جب اوسے ذرا فراخدلی حاصل ہوئی تو بخیل بن بیٹھا سوائے اونکے جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور پابندی سے ادا کرتے ہیں اور جنکے مال میں مانگنے اور نہ مانگنے والے کے لئے حصہ مقرر ہے اور جو روز جزا کی تصدیق کرتے ہیں اور جو لوگ عذاب خدا سے ڈرتے رہتے

ہیں اور بیشک انکو عذاب خدا سے بے ڈر نہونا چاہیے اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں کے سواے حفاظت کرتے ہیں تو ان لوگوں کی ہرگز ملامت نہ کیجائیگی تو جو لوگ ان کے سوا اوروں کے خواستگار ہوں تو یہی لوگ حد سے گذرنیوالے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کا لحاظ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کا خیال رکھتے ہیں یہی لوگ بہشت کے باغوں میں عزت سے رہینگے)۔

۹۰۔ صراط مستقیم

سورۃ انعام پارہ ۸ آیات ۱۵۲ و ۱۵۳

قُل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا و بالوالدین احسانا ج و لا تقتلوا اولادکم من املاق ط نحن نرزقکم و ایاهم و لا تقربوا الفواحش ما ظهر منها و ما بطن ج و لا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق ط ذلکم وصٰکم به لعلکم تعقلون - و لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی هی احسن حتی یبلغ اشده ج و اوفوا الکیل و المیزان بالقسط ج لا نکلف نفسا الا وسعها و اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربی و بعهد الله اوفوا ذلکم وصٰکم به لعلکم تذکرون و ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه - (اے رسول تم ان سے کہدو کہ آؤ جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں وہ میں تمکو بتادوں وہ یہ کہ کسی کو خدا کا شریک

نہ جاؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مار نہ ڈالنا کیونکہ اونکو اور تمکو رزق دینے والے ہم ہیں اور بدکاریوں کے قریب مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور کسی جان والے کو جسکے قتل کو خدا نے حرام کیا ہو نہ مار ڈالنا مگر کسی حق کے عیوض میں - یہ وہ باتیں ہیں جنکا تمکو خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم لوگ سمجھو اور یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ لیکن اسطریقہ پر کہ اوسکے حق میں بہتر ہو یہانتک کہ وہ اپنی جوانی کی حد کو پہنچ جائے اور انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پوری کیا کرو ہم کسی شخص کو اوسکی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہیں دیتے اور جب کچھ ہو بات کہو تو انصاف سے اگرچہ وہ تمہارا عزیز ہی کیوں نہ ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو - یہ وہ باتیں ہیں جنکا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو اور یہ بھی سمجھ لو کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ) -

مندرجہ آیات پر غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جو اصول انکے ذریعہ بتائے گئے ہیں وہ نہ خواہشات نفسانی پر خاک ڈالکر تارک الدنیا ہونے کی تعلیم دیتے ہیں نہ اونمیں محو ہو کر رہ جانے کی بلکہ نیکی اور بدی دونوں کے لئے حدود قایم کرتے ہیں - عمل کے ان حدود میں رکھنے سے ہی روح اور مادہ کا توازن باقی رہ سکتا ہے - صحیح معیار زندگی قایم ہو سکتا ہے - انسان نقاد کرہ ما بنی آدم کا شکریہ درگاہ احدیت میں پیش کر سکتا ہے اور اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے -

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر ہ ن الذی خلق الموت و الحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (یعنی خدا کے قبضہ میں سارے جہان کی بادشاہت ہے وہ بڑی برکت والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت و حیات کو پیدا کیا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے اعمال سب سے اچھے ہیں) -

والسلام -